اسلام اور سامانِ تعیش

از: سید جلال الدین عمری

(۵)

اسلام نے سونے، چاندی اور ریشم کے استعمال پر بعض پابندیاں عائد کی ہیں۔ یہ پابندیاں اس نے دوسری دھاتوں اور دوسرے کپڑوں کے استعمال پر نہیں لگائی ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے تو اس نے منع کیا ہے لیکن کسی دوسری دھات کے برتن استعمال کرنے سے اس نے منع نہیں کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ سامان تعیش کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں تھی۔ آپ نے مٹی، لکڑی اور چمڑے کے برتن بھی استعمال فرمائے ہیں اس کے ساتھ آپ سے تانبہ، پیتل اور شیشہ کے برتنوں کا استعمال بھی ثابت ہے۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے پاس تانبہ کا ایک تسلا تھا اس سے وہ سر مبارک دھلایا کرتی تھیں۔ ایک اور روایت ہے۔ حضرت زینب رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تانبہ کے تسلے سے وضو فرمایا کرتے تھے[۱] یہ تسلا بعد میں حضرت زینب رض کے خاندان میں موجود تھا[۲] حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں تانبے کے ایک تسلے سے غسل کیا کرتے تھے[۳]

حضرت عبداللہ بن زید رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے تانبہ کے برتن میں پانی پیش کیا۔ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔[۴]

---

[۱] مسند احمد ۶/۳۲۴ [۲] مصنف عبدالرزاق ۱/۴۰

[۳] ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب الوضوء فی آنیۃ الصفر [۴] بخاری کتاب الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المخضب، ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء فی آنیۃ الصفر

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیشہ کا پیالہ تھا، اسے آپ پینے کے لئے استعمال فرماتے تھے۔[1]

تانبہ، پیتل اور شیشہ وغیرہ تو نسبتاً سستی چیزیں ہیں بعض دھاتیں سونے اور خاص کر چاندی سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔ اسلام نے ان کے استعمال کو بھی حرام نہیں قرار دیا۔ فقہ حنفی میں ہے

ولا باس باستعمال آنية الرصاص والزجاج والبلور والعقيق[2]	سیسہ، کانچ، بلور اور عقیق کے بنے ہوئے برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں "سونے اور چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں سے بنے ہوئے برتنوں کا رکھنا اور ان کا استعمال کرنا مباح ہے"۔ چاہے وہ بیش قیمت ہوں جیسے یاقوت، عقیق، بلور، تانبہ اور صاف کئے ہوئے شیشہ کے برتن۔ یا کم قیمت ہوں۔ جیسے لکڑی، مٹی اور چمڑے کے برتن۔ دونوں طرح کے برتنوں کا استعمال عام اہل علم کے نزدیک جائز ہے امام شافعیؒ سے اس مسئلہ میں دو قول منقول ہیں ایک یہ کہ بیش قیمت برتنوں کا استعمال حرام ہے، اس لئے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں کو حرام قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیزیں ان سے بھی زیادہ قیمتی ہوں ان کا استعمال بھی حرام ہے۔ علاوہ ازیں بیش قیمت برتنوں کے استعمال میں دولت کا اسراف ہے اور اس سے تکبر کا اظہار ہوتا ہے۔ اس سے غریبوں اور ناداروں کی دل شکنی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے سونے اور چاندی کے برتنوں ہی کا حکم ان کا بھی ہوگا۔[3]

دوسرا قول یہ ہے کہ سونے چاندی کے ظروف کے علاوہ دوسرے قیمتی ظروف کا استعمال ناجائز نہیں ہے امام نووی فرماتے ہیں کہ یہی شافعی کا راجح قول ہے

---

[1] ابن ماجہ ابواب الاشربہ [2] ہدایہ ۴/۴۵۱ [3] ابن قدامہ: المغنی ۱/۶۵

چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

واما اناء الزجاج النفيس فلا يحرم بالاجماع واما اناء الياقوت والزمرد والفيروزج ونحوها فالاصح عند اصحابنا جواز استعمالها وبعضهم من حرمها[1]

اس بات پر تو اجماع ہے کہ نفیس شیشہ کے بنے ہوئے برتنوں کا استعمال حرام نہیں ہے باقی رہے یاقوت، زمرد اور فیروزہ (ایک قیمتی سبز پتھر) وغیرہ کے برتن تو ہمارے اصحاب (شوافع) کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ اس کا استعمال جائز ہے ان میں سے بعض نے اسے حرام بھی کہا ہے

حافظ ابن حجرؒ علامہ قرطبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ عمدہ قسم کے جواہر سے بنے ہوئے برتنوں کا استعمال جائز ہے حالانکہ ان میں سے بیشتر سونے اور چاندی سے زیادہ نفیس اور زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ ان کے جواز سے شاید ہی کسی نے اختلاف کیا ہے۔ ابن صباغ اور ان کے اتباع میں رافعی اور بعد کے لوگوں نے تو اس کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔ بعض لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انھوں نے اس سلسلہ میں جواز او عدم جواز دونوں ہی رائیں نقل کی ہیں۔[2]

اس کا مطلب یہ ہے کہ شاذ و نادر رائیں تو اس طرح کی موجود ہیں کہ قیمتی برتنوں کا استعمال ناجائز ہے ورنہ اس کے جواز پر امت کا قریب قریب اجماع ہے۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اسلام نے سونے، چاندی، ریشم اور دوسری چیزوں کے درمیان فرق کیوں کیا ہے؟ ان تین چیزوں کے استعمال پر اس نے جس طرح کی پابندیاں لگائی ہیں اس طرح کی پابندیاں اس نے ان سے زیادہ قیمتی چیزوں کے استعمال پر کیوں نہیں عائد کی ہیں۔

---

[1] شرح مسلم ۱۴/۳۰ [2] فتح الباری ۱۰/۸۵

اس کے مختلف اسباب بیان کئے جاسکتے ہیں۔ جہاں تک سونے اور چاندی کے استعمال پر پابندی کا تعلق ہے۔ بظاہر اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان کو زر کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسی لئے ان کو "نقدین" کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ہی میں "زر" بننے کی صلاحیت بھی ہے اس لئے کہ کسی چیز کے "زر" بننے کے لئے بعض خصوصیات کا اس کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً

۱۔ وہ بے قیمت یا ارزاں نہ ہو بلکہ گراں بہا اور بیش قیمت ہو۔ ۲۔ نادر الوجود یا بہت ہی کم یاب نہ ہو بلکہ اچھی خاصی مقدار میں وہ پائی جائے۔ ۳۔ اس کا حاصل ہونا محال یا سخت دشوار نہ ہو بلکہ ممکن الحصول ہو۔ ۴۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں کمی نہ آئے تاکہ بطور زر اسے محفوظ کیا جاسکے ۵۔ اس کے کل کی طرح اس کا ہر جزء قیمت کا حامل ہو۔ ٹکڑے ہونے اور اجزاء میں تقسیم ہونے کی وجہ سے وہ بے قیمت نہ ہو جائے۔ ۶۔ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے منتقل کیا جاسکے۔ وغیرہ۔

ان میں سے بعض خصوصیات تو مختلف دھاتوں میں موجود ہیں لیکن یہ ساری خصوصیات سونے اور چاندی کے علاوہ دنیا کی کسی بھی دھات میں نہیں پائی جاتیں۔ بعض دھاتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اور آسانی سے دستیاب ہیں لیکن کم قیمت اور ارزاں ہیں۔ ان کے کم قیمت ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ سہل الحصول ہیں۔ ان کو دولت کا ذریعہ بنانے کے لئے بہت بڑی مقدار میں انہیں رکھنا پڑتا ہے۔ یہی چیز ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں دشواری کا باعث ہے۔ اس کے برخلاف بعض دھاتیں اور بعض پتھر سونے اور چاندی سے زیادہ قیمتی ہیں لیکن وہ بہت ہی کم یاب اور نادر الوجود ہیں۔ ان کو اگر کوئی شخص حاصل کرنا بھی چاہے تو آسانی سے حاصل نہیں کرسکتا۔ پھر بیشتر دھاتیں وہ ہیں جنہیں عرصہ دراز تک محفوظ رکھنا آسان نہیں ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ تحلیل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح

بیش قیمت لعل وجواہر کو اگر توڑ دیا جائے تو وہ بے کار ہیں۔ ان کی ساری قدر و قیمت ان کے حسن اور تناسب میں پوشیدہ ہے۔ یہی اگر بگڑ جائے تو ان کی قیمت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

اب سونے اور چاندی کو دیکھئے۔ قدرت نے کوئلہ، لوہے اور تانبہ اور پیتل کی طرح ان کے بہت بڑے ذخیرے تو اس زمین میں نہیں رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ نایاب کے حکم میں بھی نہیں ہیں۔ وہ بیش قیمت بھی ہیں اور ان کا حاصل کرنا بھی ممکن ہے۔ یہ ایسی دولت ہے کہ اسے آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اگر اسی قیمت کا لوہا یا تانبہ آدمی منتقل کرنا چاہے تو اسے بہت زیادہ زحمت پیش آئے گی۔ ان کا ہر ذرہ قدر و قیمت رکھتا ہے اس لئے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھی حسب ضرورت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ان کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ وقت گزرنے سے ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان ہی وجوہ سے ان کو زر کی پوزیشن متمدن دنیا میں ہمیشہ حاصل رہی ہے۔

سونے اور چاندی کے استعمال پر پابندی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ان کے استعمال کی کھلی اجازت دے دی جائے تو سرمایہ داروں کے پاس مختلف شکلوں میں ان کا ذخیرہ ہونے لگے گا۔ اسلام چاہتا ہے کہ افراد کے پاس سونا اور چاندی جمع نہ ہوں بلکہ مسلسل گردش میں رہیں کیونکہ ان کا اکتناز معیشت پر برا اثر ڈالتا ہے۔ اسلام دولت کی گردش کا قائل ہے۔ اس نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ سونا اور چاندی افراد کے قبضہ میں کم سے کم رہیں اور وہ ان کی ذخیرہ اندوزی نہ کر سکیں۔

ان کے استعمال پر پابندی کی تیسری وجہ یہ ہے کہ سوسائٹی کے اندر تعیشات میں مسابقت اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ نہ پیدا ہو۔ اس لئے کہ بعض اہم اخلاقی قدروں کو نقصان پہونچائے بغیر آدمی اس میدان میں دوڑ نہیں

لگا سکتا۔ اس مقصد کے لئے سونے اور چاندی کے استعمال پر پابندی بہت ضروری تھی۔ کیونکہ تعیشات میں مسابقت کا یہی بہت بڑا ذریعہ ہیں اس میں شک نہیں کہ ہیرے جواہرات اور بیش قیمت دھاتیں بھی اس دنیا میں موجود ہیں لیکن ایک تو ہر شخص ان کی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ ان کے کم یاب اور نادر الوجود ہونے کی وجہ سے ان میں مسابقت بھی نہیں ہو سکتی

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اسلام دولت کی نمائش کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ اس کے لئے اس نے جہاں اور طریقے اختیار کئے ہیں وہیں سونے اور چاندی کے استعمال کو بھی محدود سے محدود تر کیا ہے۔ سامان تعیش سے اگر فخر و غرور پیدا ہو جائے اور آدمی دوسرے کو کم تر اور حقیر سمجھنے لگے تو اس کا جواز باقی نہیں رہتا

حقیقت یہ ہے کہ سونے اور چاندی کی نوعیت دوسری دھاتوں سے مختلف ہے۔ ان کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی بھی دوسری دھات کو نہیں ہے کرنسی نوٹ اور چیک کے اجرا سے ان کی اہمیت کس قدر کم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ان کی بھی بنیاد چاندی نہ سہی سونا بہرحال ہے۔ نہ معلوم کب تک اس کی یہ اہمیت باقی رہے گی۔

سونے، چاندی اور ریشم کے بارے میں اسلام نے جو خاص رویہ اختیار کیا ہے اس پر ایک اور پہلو سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ تعیشات کا اظہار کھانے پینے، لباس، پوشاک، مکان، زیور، ظروف، فرنیچر، سواری، آلاتِ حرب و طرب، کھیل کود اور تفریح کے سامان غرض مختلف چیزوں سے ہوتا ہے۔ ان کی نہ تو کوئی ایک خاص شکل ہے اور نہ ان کی متعین فہرست۔ زمانہ اور ماحول کے ساتھ ان میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ ایک وقت میں جن چیزوں کو تعیشات میں سمجھا جاتا ہے دوسرے وقت میں ان کا شمار ناگزیر

ضروریات میں ہونے لگتا ہے۔ ایک ماحول میں جو چیزیں عیش و عشرت کی علامت ہوتی ہیں ماحول بدلنے کے بعد ان کی وہ حیثیت باقی نہیں رہتی اور وہ معمولات میں سمجھی جانے لگتی ہیں چنانچہ آج سے پہلے جو چیزیں عیش و عشرت اور فخر و مباہات کی نشانی سمجھی جاتی تھیں اب ان میں سے بہت سی چیزوں کا استعمال نہیں رہا اور ان کی جگہ دوسری چیزوں نے لے لی۔ اس لئے اسلام نے تعیشات کی فہرست پیش کر کے ان کے بارے میں متعین احکام نہیں دئے بلکہ سونے، چاندی اور ریشم کے حدود استعمال بتا کر اسباب تعیش کے بارے میں اپنا رجحان واضح کر دیا۔ اس نے تعیشات پر قانونی پابندی عائد نہیں کی لیکن سونے، چاندی اور ریشم کے استعمال پر بعض قانونی بندشیں لگا کر یہ ظاہر کر دیا کہ تعیشات کی ایک حد کے اندر تو اجازت ہے لیکن اس حد سے آگے بڑھنا اس کے نزدیک کم از کم ناپسندیدہ ضرور ہے۔ اس پہلو سے تعیشات کے سلسلہ میں سونے، چاندی اور ریشم کی حیثیت علامت (SYMBLE) کی ہے۔ یہ دراصل اسلام کے مزاج اور فکر کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی یہ اہمیت ہمیشہ رہے گی۔ حالات کی تبدیلی سے اس میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا۔ ○○○

(بقیہ صفحہ ۳۰)

حضرت شیخ نے سنہ ۵۴۰ھ میں ولادت پائی تھی اور شہادت ۶۱۸ھ میں پائی اس حساب سے عمر ۷۸ سال کی تھی۔ دن کی تعیین صرف دارا شکوہ نے کی ہے یعنی ۱۰ جمادی الاول ۶۱۸ھ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ کو باطنیوں نے شہید کیا تھا اس کی تائید کہیں سے نہیں ہوتی ہے۔ مولانا غلام سرور لاہوری نے حسب ذیل اشعار سے تاریخ وفات اخذ کی ہے ؎

شیخ کبریٰ جناب نجم الدین　　پیر عالی مقام دل والا
گفت سرور بسال ترحیلش　　نجم دین پیر زاہد کبریٰ

باقی آئندہ